P. O. RGD No. A 922

ہماری زبان

انجمن ترقی اُردو (ہند) علیگڈھ کا پندرہ روزہ اخبار

چندہ سالانہ دو روپیہ

قیمت فی پرچہ دو آنہ

جلد ۸	یکم اپریل سنہ ۱۹۵۰ع	ایڈیٹر قاضی عبدالغفار	۱۲ جمادی الآخر ۱۳۶۹ ہجری	نمبر ۷

کچھ اپنی باتیں

پردہ ہٹادیجی

سرکاری زبان کے متعلق اُن لوگوں کے خیالات میں ایک گرہ پڑگئی ہے جو ہندی کے ساتھہ کانسٹی ٹیوٹ اسمبلی کے فیصلہ کو قبول کرتے ہیں باوجودیکہ وہ مہاتما جی کے بتائے ہوئے راستہ سے ہٹ گیا ہے۔ یہہ لوگ صحیح "جمہوریت" اسی کو سمجھتے ہیں کہ جو فیصلہ ہوگیا اُسے مانیں اور اُس پر عمل کریں اور اپنی رائے کو اُس فیصلہ کا پابند بنائیں۔ لہذا اس بات میں کوئی جھگڑا نہیں کہ ہمارے ملک کی سرکاری زبان "ہندی" ہے اور "ہندستانی" نہیں ہے۔

لیکن گرہ یہہ پڑی ہوئی ہے کہ یہہ "ہندی" جو کانسٹی ٹیوٹ اسمبلی نے تجویز کی ہے کیا اور کیسی ہونی چاہئی۔ خود اسمبلی نے "ہندی" کی کوئی ایسی تعریف نہیں کی جس سے یہہ گرہ کھل جاتی۔ دستور کی دفعہ ۳۵۱ میں صرف اتنی بات کہی گئی ہے کہ "یونین کا یہہ فرض ہوگا کہ ہندی زبان کو پھیلائے، اور اور اُس کو اس طرح ترقی دے کہ وہ ہندستان کی مشترک تہذیب کے تمام عناصر کے لئے اظہار خیال کا ذریعہ بن سکے" اس دفعہ میں یہہ بھی سفارش کی گئی ہے کہ "ہندی" کے مزاج کو بدلے بغیر "ہندستانی" زبان اور دوسری زبانوں کو جو فہرست نمبر ۸ میں شامل ہیں ہندی میں جذب کیا جائے۔ لیکن اس سے بھی وہ بات صاف نہیں ہوتی۔

کانسٹی ٹیوٹ اسمبلی کے صدر اور اب یونین کے صدر بابو راجندر پرشاد اپنی تقریروں میں جو کچھہ کہتے رہے ہیں اُس سے کسی قدر اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ جو ہندی زبان سرکاری زبان بنائی گئی ہے وہ کیا ہونی چاہئی اور اُسے کس طرح "ہندستان کی مشترک تہذیب کے تمام عناصر کے لئے اظہار خیال کا ذریعہ" بنا چاہئی۔ حال ہی میں راجندر بابو نے ہندی زبان کی ترقی کے متعلق پٹنہ میں تقریر کرتے ہوئے صاف صاف کہا کہ ہندی زبان کو اپنے الفاظ کے ذخیرہ میں نہ صرف غیر ملکی الفاظ بلکہ ملک کے مختلف علاقوں کی زبانوں کے الفاظ جذب کرنے کے لئے اپنا دروازہ کھلا رکھنا چاہئی۔ خصوصاً ایسے لفظوں کے لئے جن کے ہم معنی لفظ ہندی زبان میں نہیں ہیں۔

"کوئی زبان محض باہر کے چند عالموں کی ہدایت کے دباؤ سے نہ ترقی کر سکتی ہے اور نہ اپنا قدرتی راستہ بدل سکتی ہے۔ وقت اور عقل کا تقاضہ یہہ ہے کہ کسی زبان کی قدرتی ترقی میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ کی جائے۔

اگر ہندی بولنے والے لوگ ایسا خیال کریں کہ اس قسم کی کوئی تبدیلی ہندی کی پاکیزگی اور تقدس کو نقصان پہنچائیگی تو انہیں یا تو ہار ماننی پڑیگی یا ہندی کی حیثیت محض علاقہ واری زبان کی ہو کر رہ جائیگی۔

"آج علاقہ واری زبانوں اور ہندی کے درمیان ایک صحت بخش رقابت کی روح کام کر رہی ہے۔ ہندی کل ملک کی قومی زبان ہونے کی حیثیت کو قایم رکھہ سکیگی اگر وہ اپنے اندر کافی وسیع الخیالی پیدا کر لے تاکہ وہ سب علاقہ واری زبانوں کو اپنا لے"۔

بابو راجندرا پرشاد بار بار یہی خیالات ظاہر کرتے رہے ہیں۔ دھلی کی لینگویج کانفرنس میں بھی جس کے وہ صدر تھے اونہوں نے تمام پنڈتوں اور ماہروں کو جو جمع ہوے تھے یہی مشورہ دیا تھا۔ لیکن عجیب بات یہہ ہے کہ اس مشورہ پر عمل نہیں ہوا۔ ہندی زبان سنسکرت میں گھول دی گئی اور جہاں تک ہو سکا سنسکرت کی "پاکیزگی اور تقدس" کو غیر زبانوں سے آلودہ نہیں ہونے دیا گیا! یقین نہ آئے تو پرسوں دستوری اصطلاحات کی فرہنگ دیکھہ لیجئے جو شایع ہو چکی ہے۔ یہہ دعوے کرنا بڑی جراءت کا کام ہوگا کہ ہمارے صدر نے کانسٹی ٹیوٹ اسمبلی کی پالیسی کی جو تشریح کی ہے اوس پر سرکاری حلقوں میں کہیں بھی کوئی عمل کیا گیا ہے۔

حال ہی میں پارلیمنٹ کے اجلاس میں پنجاب کانگریس کمیٹی کے صدر گیانی کرتار سنگھہ ممبر نے آل انڈیا ریڈیو کی زبان پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ عوام اور گاؤں والوں کی زبان کی بجاے سنسکرتی ہندی بنائی گئی ہے جسے بہت سے لوگ نہیں سمجھتے ہیں۔ اونہوں نے یہہ واقعہ بیان کیا کہ سرینگر میں فوج کے ایک بڑے افسر نے اون سے کہا کہ فوجی جوان آل انڈیا ریڈیو کی زبان نہ سمجھہ سکنے کی وجہ سے پاکستان کا ریڈیو سنتے ہیں۔ گیانی جی نے اس بات پر زور دیا کہ ریڈیو کی سنسکرتی ہندی کو آسان بنایا جاے۔

اس کے جواب میں توقع تھی کہ براڈکاسٹنگ کے منتری کوئی صاف جواب دینگے لیکن اخباروں میں اون کے جواب کا جو خلاصہ چھپا ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے صرف اتنا ہی کہہ کر بات کو ٹال دیا کہ "قومی زبان کے متعلق جو فیصلہ کانسٹی ٹیوٹ اسمبلی کر چکی ہے اوس کے بعد ہندی براڈکاسٹ کے متعلق کوئی بحث مباحثہ نہ ہونا چاہئے"۔ یہہ جواب بہت ناکافی اور گول مول ہے۔ اس جواب سے اون لوگوں کی تسکین نہیں ہو سکتی جو اسمبلی کے فیصلے کو تو مانتے ہیں لیکن اوس فیصلہ کو جو معنی پہنائے جا رہے ہیں اونہیں نہیں مانتے۔ بحث یہہ نہیں ہے کہ سرکاری زبان ہندی ہو یا نہ ہو، بحث تو صرف یہہ ہے کہ "مشترک تہذیب کے تمام عناصر کے اظہار خیال کا ذریعہ" بننے والی ہندی کیسی ہندی ہو۔ حکومت کا یہہ فرض ہے کہ وہ اس گرہ کو کھول دے اور صاف صاف بتا دے کہ وہ ہندی جو سرکاری زبان مانی گئی ہے کس قسم کی زبان ہے۔ اس کا ایک معیار اور سانچہ مقرر ہونا چاہئے۔ ہر زبان کے اچھے جانکاروں کو جمع کیا جاے، ملک کے عوام کی راے معلوم کی جاے اور پکی بات طے کر دی جاے کہ حکومت کی ہندی زبان یہہ ہے اور یہہ نہیں ہے۔ اگر ایسا نہ ہوگا تو حکومت کو اپنا لاکھوں روپیہ ضایع کرنے کے بعد اس بات کا افسوس ہوگا کہ سنسکرتی ہندی خالص ہندی کے مقابلہ میں نہ چل سکی اور بقول بابو راجندر پرشاد زبان کی "پاکیزگی اور تقدس" کا خیال زندگی کی عام سچائیوں سے ہار گیا۔ ابھی وقت ہے کہ جو گھوڑے سرپٹ دوڑ رہے ہیں اونکی لگام کھینچی جاے۔

ہمیں افسوس ہے کہ گذشتہ ہفتہ "ہماری زبان" وقت پر شایع نہ ہو سکا۔ دوسرے اسباب کے علاوہ اس تاخیر کا بڑا سبب عیدگاہ کا فساد بھی تھا جس کی وجہ سے عام کاروبار پر اثر پڑا۔

ہلکے ہلکے اشارے

شری خورشیدی لال ڈپٹی وزیر نے پارلیمنٹ میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے بتایا کہ ہندی زبان میں تار دینے کا جو انتظام تار گھروں میں حکومت نے کیا ہے اس پر آخر جنوری تک ۳۳۳۶۲ روپے خرج ہوئے اور مبلغ ۳۲ روپے۔ کہ نصف اس کے ایک سوا ایک ٹھیک آنہ ہوتے ہیں۔ آمدنی ہوئی۔

——ہمیں کچھ کہنا نہیں!!

حکومت بمبئی نے حکم جاری کیا ہے (دروغ برگردن راوی) کہ آیندہ سرکاری مراسلتوں میں حجام کو حجام کے بجائے "نائی" لکھا جائے۔

——دستوری اصلاحات کی طرح اگر پیشوں کی اصطلاحیں بھی کسی لینگویج کانفرنس کے ذریعہ سے ٹھیک ٹھاک کر دی جائیں تو بہتر یہ دقت نہ ہوگی کہ اتر پردیش میں ایک ہی شخص حجام کہلائے اور وہی بمبئی میں نائی! ـ حکومت بمبئی کو اس طرف توجہ کیوں نہ دلائی گئی کہ زیادہ عام لفظ "نائی" ہے۔

معاصر "ریاست" (دہلی) نے "آل انڈیا ریڈیو کی ہندی" کے عنوان سے اپنے حسب ذیل خیالات ظاہر کئے ہیں:-

"ریڈیو ڈیپارٹمنٹ کا مقصد پبلک کو تفریحی اور علمی مواد بہم پہنچانا ہے۔ اور اس تفریحی اور علمی پروگرام کے ساتھ حکومت اپنے پراپیگنڈا کا کام بھی اس سے لیتی ہے۔ مگر جہاں تک نتائج کا سوال ہے ہمارے ملک کے ریڈیو نہ تو تفریح کے اعتبار سے کافی مفید ہیں نہ علمی لحاظ سے اور اس لئے ریڈیو کی غلط پالیسی پراپیگنڈا کے خیال سے بھی قطعی ناکام ہے۔ چنانچہ خبروں کی زبان کو لیجئے، بنگال میں خبریں بنگالی زبان میں نشر کی جاتی ہیں، کاٹھیاواڑ میں گجراتی، پنجاب میں پنجابی، اور مدراس میں مدراسی زبانوں میں۔ مگر دہلی یو۔پی اور اس کے گرد و نواح کے لئے جو ہندی زبان استعمال کی جاتی ہے وہ اس قدر سنسکرت زدہ ہے کہ اس کو ان علاقوں کا کوئی شخص بھی سمجھ نہیں سکتا۔ اور اس زبان کو نہ سمجھنے والے مجبور ہیں کہ وہ انگریزی یا کسی دوسری زبان میں خبریں سنیں۔ چنانچہ یہ واقعہ ہے کہ اس علاقہ کے مسلمان اور ہندو ای ہندی نہ جاننے والے لوگ پاکستان ریڈیو سے اردو میں خبریں سنتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ گورنمنٹ ہند خبریں تو اپنے پراپیگنڈا کے لئے نشر کرتی ہے مگر لوگ مجبور ہیں اینٹی انڈیا پراپیگنڈا سننے کے لئے۔ ہم اس کے حق میں ہیں کہ ہندی تمام ملک کی مشترکہ زبان ہو مگر اس ہندی کو ایسی سنسکرت زدہ ہندی بنا دینا جسے لوگ سمجھ بھی نہ سکیں عقلمندی قرار نہیں دیا جاسکتا جس پر گورنمنٹ ہند کو توجہ کرنی چاہئے۔"

حال ہی میں لندن کے مشہور ناشر کاسل نے جرمن جنرل رومل کی سوانحعمری شائع کی۔ پہلے ایڈیشن کی ۵۰ ہزار کاپیاں صبح کو بازار میں آئیں اور شام تک سب فروخت ہو گئیں، بلکہ ۲۰ ہزار فرمائشیں پوری نہ ہو سکیں۔ تیسرے ایڈیشن کی تعداد ۳۰ ہزار تھی، چوتھی ۲۰ ہزار اور پانچویں بھی ۲۰ ہزار۔ اور یہ سب صرف دو ہفتوں کا حساب ہے، یعنی دو ہفتوں میں ایک لاکھ بیس ہزار جلدیں فروخت ہو چکیں اور مانگ باقی ہے!

——یہ حال اس چھوٹے سے جزیرہ انگلستان کا ہے جو ہمارے ایک بڑے صوبہ کی بھی برابر نہیں!

اپنے دیس کی خبریں

مئو ناتھ بھنجن

مئو ناتھ بھنجن ضلع اعظم گڈھ میں ۱۲ مارچ کو انجمن ترقی ادب کا ماہانہ ادبی جلسہ جناب شاہد صاحب کے مکان پر ہوا جس میں تقریباً بیس ادیبوں اور شاعروں نے اپنا کلام سنایا۔

بھوروا ضلع بلیا

اسٹوڈنٹس لائبریری کے اراکین اپنے وطن کے قابل فخر نوجوان محمد نسیم صاحب ادیب کے اعزاز میں بیت بازی کی ایک ٹورنامنٹ کا انتظام کر رہے ہیں، اس سلسلہ میں صوبائی تقریری مقابلہ، مجلس مقالات اور مشاعرہ کا بھی ارادہ کیا جا رہا ہے۔

مونگیر

حلقۂ ادب مونگیر کی ایک عام مجلس ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۵۰ء کو زیر صدارت جناب محمد عزیر صاحب منعقد ہوئی۔ شعبہ انتخاب اور مجلس عاملہ کے لئے ممبران کے چناؤ کے بعد ایک ادبی نشست میں نجم انصاری صاحب نے دو مضمون "عورت اور "دل" پڑھے۔ سید مجیب الحسن صاحب نے ایک مضمون "فریب نظر" سنایا۔ محمد عزیر صاحب نے ایک مضمون "میں محبت کرتا ہوں" کے عنوان سے اور ایک نظم "احساس" سنائی۔

نشست ختم ہونے سے پہلے صدر موصوف نے اردو کے بارے میں بہت سی پر مغز باتیں کہیں۔ ساتھ ہی ساتھ انہوں نے زیادہ سے زیادہ اردو بولنے، پڑھنے اور لکھنے کی اہمیت پر زور دیا۔

شاہجہاں پور

حلقہ ادب شاہجہاں پور کی ایک مخصوص نشست ۳۰ جنوری سنہ ۱۹۵۰ء کو دفتر ہفت روزہ "ہمت" میں ہوئی جس میں اقبال بہادر اقبال (ڈسٹرکٹ کوآپریٹو افسر) شبنم رومانی، ایس۔ مصرا (مدیر "ہمت") شہزادہ نجمی، اعجاز حیدر بی۔اے (مدیر نئی کرن) درد نجیب آبادی۔ شیو شنکر مصرا ایم۔اے۔ ڈاکٹر رستوگی، وارث علی خاں کھٹک۔ بھگوان سہائے، رگھوناتھ سہائے اور محمد عمر وغیرہ نے شرکت فرمائی۔

سکریٹری نے سابقہ جلسے کی کارروائی پڑھکر سنائی۔

پروگرام کے مطابق شبنم رومانی نے اپنا افسانہ "کافی" پڑھا۔ جس پر دلچسپ بحث ہوئی۔ رگھوناتھ سہائے نے اپنی کہانی "آج کی اور" ہندی میں پڑھی اور اس پر بھی حاضرین نے تنقید کی۔

اعجاز حیدر نے اپنا مختصر افسانہ "شعلوں کی چھاؤں میں" پڑھا۔

شہزادہ نجمی نے نظم سنائی، اس شعر کی خاص طور پر داد دی گئی۔

کتنا پر درد ہے انجام محبت اے دوست
دل بھر آیا تو میری آنکھ میں آنسو نہ رہے

درد نجیب آبادی اور وارث علی خاں کھٹک نے اپنا اپنا کلام سنایا، شبنم رومانی نے اپنے چند تازہ اشعار پیش کئے۔

ایس۔ ایس۔ مصرا نے جناب صدر کی درخواست پر ایک انگریزی کتاب کی اشاعت ثانی پر اپنا منظوم انگریزی انتساب (Dedication) پڑھا۔ اس کے بعد انہوں نے ایک نظم "مالوتا کی ہار" کے عنوان سے پیش کی۔

ڈاکٹر رستوگی نے اپنی ایک طنزیہ نظم دیہاتی زبان میں پڑھی، جو بہت پسند کی گئی۔ بعد ازیں جناب صدر اقبال بہادر اقبال نے کچھ قطعے اور ایک غزل کے چند اشعار سنائے۔

پٹنہ

"حلقۂ ادب" کے سالانہ اجلاس کی دوسری نشست میں زیر صدارت نظام الدین فاروقی صاحب بعض ضروری تجاویز منظور کی گئیں۔ یہی تجاویز اجلاس عام میں بھی جو زیر صدارت ساغر نظامی صاحب منعقد ہوا تھا منظور ہوئیں۔ تجاویز کا خلاصہ حسب ذیل ہے:-

(۱) سر عبدالقادر ڈاکٹر عظیم الدین احمد اور محمد صغیر صاحب جاوید کی وفات پر اظہار رنج و الم۔

(۲) اردو کے حامیوں سے اپیل کہ وہ "حلقۂ ادب" کی جدوجہد میں حصہ لیں اور اسکی تائید کریں۔ اور اپنے اپنے مقام پر ادبی ادارے قایم کریں۔

(۳) غیر تعلیم یافتہ طبقہ کی تعلیم کا انتظام

(۴) اردو کی بقا اور ترقی کے لئے عام لوگوں سے کتب خانے قایم کرنے اور کتابیں خریدنے اور پڑھنے کی اپیل۔

(۵) اردو داں حضرات سے ہندی سیکھنے اور ہندی اردو کو ایک دوسرے سے قریب لانے کی اپیل۔

حسب ذیل قرار دادیں بھی منظور کی گئیں:-

(۶) یہہ جلسہ وایس چانسلر و ممبران سنڈیکیٹ پٹنہ یونیورسٹی کو اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہے کہ صوبہ کے کالجوں میں اردو کی پڑھائی کی طرف پوری توجہ کی جائے اور جن کالجوں میں اردو کے معلموں کی ضرورت ہو انکا فوراً تقرر کیا جائے۔

(۷) یہہ جلسہ ارباب حل و عقد آل انڈیا ریڈیو پٹنہ سے درخواست کرتا ہے کہ جہاں وہ میتھلی اور بھوجپوری زبان کو اپنے پروگرام میں جگہ دیتے ہیں وہاں اردو کو بھی ایک نمایاں اور مناسب جگہ دیں۔

(۸) چونکہ بہت سی اردو کتابیں جو ہائی اسکولوں اور کالجوں میں پڑھائی جاتی ہیں انکی اشاعت بہت جلد نہیں ہوتی تھی اس وجہ سے طالبعلموں کو بڑی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اکثر آپکے امتحانات کے نتایج اسی وجہ سے خراب ہوتے ہیں، اس لئے یہہ جلسہ صوبائی تعلیمی بورڈ اور حکومت سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اس سلسلے میں ایسے اقدام کرے کہ ان کتابوں کی جلد اشاعت ہو سکے۔

امرتسر

اردو کے حامیوں نے امرتسر میں انجمن ترقی اردو قایم کر دی ہے ممبر بھرتی کئے جا رہے ہیں۔ انجمن کے حسب ذیل عہدہ دار چنے گئے ہیں۔

صدر۔ ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ ایم۔اے۔ پی ایچ ڈی۔ پرنسپل اورینٹل کالج امرتسر۔

نایب صدر۔ ماسٹر منگل دیو صاحب کشتہ، منشی فاضل، مولوی عالم۔

نایب صدر۔ سر کور دیال صاحب، ایڈوکیٹ۔

سکرٹری۔ سردار ارجن سنگھ صاحب رنگین۔

حیدرآباد

قیام جمہوریہ ہند کی تقریب میں علی گڈھ کلب حیدرآباد میں ۲۹ جنوری کو ایک غیر طرحی مشاعرہ ترتیب دیا گیا جسکی صدارت راجہ پرتاپ گیرجی نے فرمائی۔ راجہ صاحب زبان کے قدیم ہمدرد ہیں اور ہمیشہ فراخدلی سے انجمن کی تحریکوں کی تائید کرتے رہے ہیں۔ مشاعرہ میں اکثر مقامی شعرا نے حصہ لیا۔

بھوپال

معلوم ہوا ہے کہ بھوپال کے تقریباً ایک درجن اہل قلم اور ترقی پسند ادیب گرفتار کر لئے گئے اور انہیں ایک سال کے لئے نظر بند کر دیا گیا ہے۔ گرفتاری کا سبب یہہ بتایا جاتا ہے کہ ان لوگوں نے ایک جلسہ میں کچھہ قابل اعتراض سوالات کئے تھے۔ مزدور سبھا کے صدر شاکر علی خاں نے اپنے ایک بیان میں وزیر اعظم اور سردار پٹیل سے اپیل کی ہے کہ حکومت بھوپال کی اس دہشت پسندی کو ختم کیا جائے۔ یہہ بھی سنا گیا ہے کہ ان نظر بندوں نے جیل میں بھوک ہڑتال کر دی ہے۔

کچھہ انجمن کے متعلق

ہندستان کی شاخ پی - ای - این کے رسالہ میں انجمن کی نسبت حسب ذیل خیالات ظاہر کئے گئے ہیں:

"انجمن ترقی اردو کی شاخ ہندستان اب از سر نو منظم کرلی گئی ہے - اسکا مرکز علی گڈہ میں ہے نئی مجلس انتظامیہ کے صدر ڈاکٹر ذاکر حسین ہیں اور سکرٹری قاضی عبدالغفار - یہہ دونوں پی - ای - این کے ممبر اور ہمارے ساتھی ہیں - انجمن نے ایک پندرہ روزہ اردو اخبار بھی شایع کرنا شروع کر دیا ہے جس کا سالانہ چندہ صرف دو روپیہ ہے - پہلے پرچہ میں اس کے اڈیٹر قاضی عبدالغفار لکھتے ہیں کہ انجمن کا خاص مقصد یہہ ہے کہ ملک کے بدلے ہوئے ماحول میں اردو زبان اور اسکا لٹریچر باقی اور جاری رہے - اس غرض سے متعدد کتابوں کی اشاعت کا انتظام کیا جارہا ہے جن میں سے ایک اردو ہندی اور ہندی اردو ڈکشنری ہے جو دونوں رسم الخط میں چھاپی جائیگی تاکہ وہ لوگ بھی جو صرف ایک رسم الخط جانتے ہیں آسانی سے دوسری زبان کو سمجھہ سکیں - دو کتابیں آصف علی صاحب گورنر اڑیسہ کی چھاپی جارہی ہیں اور ایک سوانح عمری مرحوم حکیم اجمل خان کی شایع کی جائیگی جس کے مولف خود ایڈیٹر ہماری زبان ہیں - سچے دل سے امید کی جاتی ہے کہ انجمن کو نہ صرف اردو جاننے والے لوگوں کے مادی اور اخلاقی امداد حاصل ہوگی بلکہ ایسے تمام ادبی مذاق رکھنے والوں کے تائید بھی حاصل ہوگی جو یہہ سمجھتے ہیں کہ اب بھی اردو ہندستان کے ادب میں ایک خاص حصہ رکھتی ہے جو اسکی گذشتہ شاندار کامیابیوں کے شایان شان ہے"-

("پی - ای - این")

اب وقت اگیا ہے

" کہ ہم اردو اور ہندستانی زبان کے ہمدردوں اور حامیوں سے دریافت کریں کہ ان کے خیال میں انجمن کا مسلک کیا ہو - بعض دوستوں نے چند سوالات اٹھائے ہیں - ہم ان کے متعلق "ہماری زبان" کے پڑھنے والوں کے خیالات معلوم کرنا چاہتے ہیں - جو سوالات اٹھائے گئے ہیں وہ یہہ ہیں:-

(۱) کیا ہم زبان کو زیادہ آسان بنانے کی کوشش کریں اور فارسی اور عربی کے مشکل الفاظ اس میں سے خارج کرکے ہندی کے عام فہم الفاظ بھی حسب ضرورت داخل کریں؟

(۲) کیا انجمن کی کتابیں صرف اردو ہی میں چھاپی جائیں یا اپنی زبان کو زیادہ وسیع دائرے میں پھیلانے کے لئے اسکی بھی ضرورت ہے کہ انجمن کی کتابیں اردو کے علاوہ ہندی اور دوسری ملکی زبانوں میں بھی شایع کی جائیں -

(۳) کیا وقت آگیا ہے کہ رومن رسم الخط کو زیادہ مقبول بنانے کی کوشش کی جائے -

(۴) کیا انجمن کی مطبوعات کا دائرہ زیادہ تر قدیم ادب تک محدود رہے ' یا جدید ادب اور جدید علوم پر پہلے سے زیادہ توجہ کی جائے؟

ہماری زبان کے پڑھنے والے مختصر اور دو ٹوک جوابات عنایت کریں جو شایع کئے جائینگے - دلیل اور بحث کا سلسلہ شروع کرنے کی ابھی ضرورت نہیں ہے -

---

اردو ادب کی تاریخ کا ایک رخ

ہم ایسے اہل قلم کی تلاش میں ہیں جو ہندستان کے اون قدیم چھاپہ خانوں' اور کتب فروشوں کے حالات کے جمع اور مرتب کرنے میں ہماری امداد کرسکیں جنھوں نے اردو ادب کی اشاعت میں نمایاں حصہ لیا ہے - گذشتہ صدی میں متعدد پریس ایسے تھے جنھوں نے اردو ادب کی اشاعت میں جدوجہد کرکے ہماری زبان پر احسان کیا ہے - ان کی یاد کو تازہ کرنا چاہئے اور اوسے ہماری زبان کی تاریخ کا ایک جزو ہونا چاہئے - تعجب ہے کہ اس وقت تک زبان کی جو تاریخیں مرتب کی گئیں اون میں یہہ رخ بالکل نظر انداز ہوتا رہا - انجمن اب اس تمام مواد کو ایک کتاب کی صورت میں مرتب کرنا چاہتی ہے -

جو اہل قلم اس کام میں ہماری مدد کر سکیں اون کی خدمت میں معقول معاوضہ پیش کیا جائیگا -

خط و کتابت **جنرل سکریٹری انجمن ترقی اردو (ہند) علیگڈہ** سے ہوسکتی ہے -

کچھ دوسروں کی باتیں

غالب انسائکلوپیڈیا

کے سلسلے میں عرصے سے کام کر رہا ہوں خیال یہہ ہے کہ مرزا پر جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں اور جن جن کتابوں میں مرزا کے تذکرے ہیں اُن کے نام، سن طباعت، مصنف کی حیثیت اور نفس مضمون پر ہلکے پھلکے اشارات ایک جگہ جمع کر دئے جائیں۔ اس وقت تک ڈیڑھ سو سے زیادہ کتابوں کا پتہ چلایا جا چکا ہے جو مرزا پر کسی نہ کسی عنوان سے لکھی گئی ہیں۔ لیکن قیاس کہتا ہے کہ ابھی بہت سی کتابیں ایسی ضرور ہونگی جن میں مرزا کی بابت کچھہ نہ کچھہ ہوگا اور وہ میرے علم میں نہیں ہیں۔

اُن جرائد و رسائل پر بھی کام کرنا ہے جن میں مرزا کے متعلق مخالف یا موافق مضامین شائع ہوئے ہیں، دوسو سے زیادہ ایسے رسالوں کے حوالے میرے پاس محفوظ ہیں جن میں مرزا کے متعلق مختلف عنوانوں سے کچھ نہ کچھ لکھا گیا ہے مگر ایسے رسالے بھی بہت ہوں گے جن میں مرزا پر کوئی نہ کوئی مضمون ہوگا اور وہ میری نگاہوں سے نہیں گذرے۔ اس کے علاوہ اس سرمائے کی بابت بھی معلومات فراہم کر رہا ہوں جو غیر مطبوعہ ہے اور کہیں نہ کہیں محفوظ ہے، اس لئے تمام غالب پسند اصحاب سے سہارا طالب ہوں کہ وہ مرزا کے بارے میں جو معلومات بھی رکھتے ہوں مجھے بھیج دیں۔ ایسے تمام اصحاب کے اسمائے گرامی دلی شکریہ کے ساتھہ غالب انسائکلوپیڈیا میں درج کر کے مسرت محسوس کرونگا۔

مرزا کی تصویروں کے متعلق بھی معلومات بہم پہنچا رہا ہوں کہ صحیح تصویر کونسی ہے اور کس زمانے کی ہے اور کہاں سے حاصل کی گئی ہے، اس سلسلے میں بھی جو صاحبان میری امداد فرمائیں گے وہ دلی شکرئے کے مستحق ہوں گے۔

اخبار و رسایل کے لائق ایڈیٹر صاحبوں سے گذارش ہے کہ میری یہہ ادبی اپیل شائع فرماکر ممنون کریں۔

خیر بہوروی۔ نمایندۂ خصوصی انجمن
ترقی اردو (ہند) علی گڈھ

اتر پردیش میں اردو

یہہ شکایت عام ہے کہ اتر پردیش (یعنی یو۔پی۔) کے مدارس میں طرح طرح سے اردو کی تعلیم میں رکاوٹیں پیدا کی جا رہی ہیں۔ یہہ بھی سنا گیا ہے کہ وزرائے تعلیم کی کانفرنس میں جو اصول مرکزی حکومت کے مشورے سے طے پائے تھے اون کی پابندی بھی نہیں ہو رہی ہے۔ انجمن اس معاملہ میں چھان بین کر رہی ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ ان شکایتوں کا صحیح اور کافی مواد ہمارے پاس جمع ہو جائے تاکہ ہم موثر طریقہ سے حکومت کو ان شکایات پر متوجہ کر سکیں۔ اس لئے صوبہ میں اردو کے حامیوں اور تعلیمی اداروں کے استادوں اور منیجروں سے ہم بہ اصرار خواہش کرتے ہیں کہ ایسی معین اور صریح مثالیں مع ثبوت کے ہمارے لئے مہیا کریں جن سے ان شکایتوں کا حق بجانب ہونا ثابت ہو سکے تاکہ اس معاملہ کو جلد سے جلد آگے بڑھایا جا سکے۔

سکرٹری۔ انجمن ترقی اردو (ہند)

آسان اردو کا ایک نمونہ

(اکل یزدانی)

نتھو بچارا اپنا پڑوسی، حیران، پریشان
میلے کچیلے کپڑوں میں لپٹا
چہرے سے ظاہر آثار غم کے ۔ غم شدت غم
وہ غم جو بچوں کو بھی پیر کر دے
ایک عفریت، جو انسان کی ہڈی کو بھی چاٹ جائے
وہ آفت جو انسان کی لائی ہوئی ہے ۔
کئی روز سے بیوی بچوں کا فاقہ
لرزتا سہمتا، مجسم فسانہ غم زندگی کا،
سر شام آیا میرے بیٹھکے میں
کہ میرے پتا سے کچھ امداد مانگے،
پتا جی تھے اندر
کئی کرسیاں بیٹھکے میں لگی تھیں
نہ دیکھا کسی کو تو بیچارہ نتھو
وہیں ایک ٹوٹی سی کرسی پہ بیٹھا
مگر اس کی آنکھیں حویلی کی جانب لگی تھیں،
اچانک ایک آواز آئی گرج کی
پتا جی کھڑے تھے، کئے سرخ آنکھیں
یہہ فرما رہے تھے:
اٹھو سالے اُلّو حرامی کے بچے،
ترے باپ نے سالے دیکھی تھی کرسی
جو تو آکے بیٹھا ہے سہراج بن کر!
وہ بیچارہ نتھو!
جھکائے جبیں ہاتھ باندھے کھڑا تھا
کوئی بھولا بھالا سا معصوم دہقاں
کسی پیر کی بارگہ میں ہو جیسے
"معافی ہو بابو، خطا ہو گئی ہے"
"مرے ننھے بچے ۔ کئی دن سے بے آب و دانہ
پڑے ہیں"
لرزتے ہوئے ہونٹوں سے کہہ رہا تھا ۔ چلا جا
یہاں سے
حرامی کے بچے تیرے واسطے ایک دانہ نہیں ہے،
تو انسان نہیں بے ادب، جانور ہے،
پتا جی مسلسل بکے جا رہے تھے،
بچھونوں پہ اپنے جو میں لیٹتا ہوں
تو راتوں کو اکثر وہ منظر مرے سامنے آجاتا ہے
میں مجبور ہوتا ہوں یہہ سوچنے پر:
پتا جی بھی انسان نتھو بھی انسان
بنایا ہے دونوں کو جب ایک خدا نے
تو پھر ایک کون یہہ کہے دوسرے کو
جو ٹوٹی سی کرسی پہ وہ بیٹھ جائے:
"اٹھو سالے اُلّو حرامی کے بچے
تو انسان نہیں بے ادب جانور ہے"

(ماہنامہ کرن)

March 2, 1950.

EK SAWAAL

Batlaeay ise aap "Urdu" kahengay ya "Hindustaani" ya "Hindi"?

Kisan ki Faryaad

(Najm Effendi)

SHAHR ke rahney sahney walo,
Ganoou ko jungal kahney walo,
YEH hai ek niralee bastee,
Maaya mahngi, bipta sastee,
CHOWREE chaklee dhartee dekho,
Khuli hawa ki bhartee dekho,
KAISA thanda meetha paani,
Suchta saf quain ka paani,
CHAR taraf bastee raoshun
Purab, pachchham, urttar, dkkhan,
SAREY khait harey haryaley
Taal tallaeyan naddee naley,
PHIR bhi mun ko chain naheen hai
Chain kabhi din rain naheen hai,
BHAID yeh kiaa hai saaf batadoon
Dunya ka insaaf batadoon,
KHETI ka kia kaam anukhaa
Kam koa hai inaam anukhaa
MEHNAT ka yeh phal hai niyaara
Bhusa meraa naaj tumhara.

(Naya Hind).

رسالوں کی تازہ اشاعتیں

سنگ میل

نیا مکتبہ ـ پشاور ـ ترتیب دینے والے، فارغ بخاری اور رضا ہمدانی ـ قیمت سالنامہ دو روپیہ آٹھ آنہ ـ سالانہ پانچ روپیہ ـ

یہ خاص اشاعت، سرحد نمبر ہے جس میں بہت سے مشہور لکھنے والوں نے آردو ادب کے اچھے اچھے نمونے پیش کئے ہیں ـ اس خاص اشاعت کا مقصد یہہ بتانا ہے کہ باوجود اس کے کہ صوبہ سرحد کی مقامی زبان پشتو ہے لیکن وہاں ہر طرف آردو کا سکہ جاری ہے ـ لکھنے والوں نے زیادہ تر سرحدی افکار کو اپنی ادبی نقاشی میں پیش کیا ہے ـ پشتو ادب پر محمد اجمل خان خٹک کا مضمون بہت دلچسپ ہے ـ "سرحد کی آردو" "سرحد کی موسیقی" "سرحد کی شاعری" "پشتو لوک کے گیت" اور ایسے متعدد مضامین نے آردو ادب میں اس خاص نمبر کو ایک کام کی چیز بنا دیا ہے ـ ان ۲۰۰ صفحات میں ہم سرحد کے ادب کی ممتاز شخصیتوں سے بھی روشناس ہوتے ہیں ـ

ماہنامہ پرواز

محمد علی روڈ ـ ناگپور ـ ترتیب دینے والے: شاہزادہ اسلم، قدر نیازی اور شاہد الہاشمی ـ قیمت فی پرچہ آٹھ آنہ ـ چھوٹا سا رسالہ ہے، لیکن آردو کے پرجوش اور مخلص کارکنوں کا پہلا قدم ہے ـ آردو اور ہندی کے معاملہ میں ناگپور بھی یو-پی سے شکلاپی کا سی-پی، کندھے سے کندھا ملائے ہوئے چل رہا ہے ـ اس کے علاوہ سی-پی میں ایک کروڑ اقلیت کی زبان آردو ہے، اس لئے یہہ ادبی کوشش اور بھی زیادہ قابل تحسین ہے ـ

ماہنامہ کرن

گیا (بہار) ـ مدیر عبدالغنی عزیزی ـ چندہ سالانہ پانچ روپیہ ـ

بہار کے گوشہ گوشہ میں آردو ادب کروٹیں بدلتا رہا ہے اور وہاں کے ادیبوں کے کارنامے آردو ادب کی تاریخ میں بہت نمایاں ہیں ـ اس میں کوئی تعجب نہیں کہ مخالف حالات کے باوجود ہماری زبان زندہ رہنے کی جدوجہد کر رہی ہے ـ ہمیں یقین ہے کہ آخر کار وہ کامیاب ہوگی اسلئے کہ اسنے عوام سے زندگی پائی ہے اور حکومتوں کے سہارے وہ کبھی بھی زندہ نہیں رہی ـ ہم آردو اور ہندستانی کے ہر پریمی سے صرف ایک ہی بات کہتے ہیں ـ زبان کو آسان بناؤ اور بڑھے چلو ـ

اقبال

مدراس ـ مرتب محمد کمال الدین اکبر کمال ـ آردو کے لئے سی-پی سے بھی زیادہ ریگستانی مدراس کا علاقہ ہے لیکن اقبال جیسے رسالوں کی اشاعت سے معلوم ہوتا ہے کہ آردو کی جڑیں وہاں بھی بہت گہری ہیں ـ بزم آردو کا یہہ دوسرا سالنامہ ہے جسکا پیش لفظ پریسیڈنسی کالج کے فاضل پرنسپل ڈاکٹر عبدالحق نے لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مدراس میں آردو کے حامی نوجوانوں کی تحریک آگے بڑھ رہی ہے ـ اس سالنامہ کی غرض یہہ ہے کہ ہر سال جنوبی ہند کے آردو ادیبوں کے مضامین کا ایک مجموعہ شائع ہوتا رہے تاکہ وہی اس علاقہ میں آردو کی ترقی کا پیمانہ بنے ـ سالنامہ کے مضامین، زیادہ تر جنوبی ہند کے ادیبوں کی ادبی کوششیں ہیں اور آن کو پڑھکر اندازہ ہوتا ہے کہ جنوبی ہند میں آردو کے لئے کس قدر وسیع میدان موجود ہے ـ

ویمنس کالج میگزین سنہ ۱۹۴۹ع

مسلم یونیورسٹی علی گڈھ ـ مدیرہ شہناز ہاشمی ـ زیادہ تر مضامین کالج کی طالبات نے لکھے ہیں ـ کئی انہوں نے اپنے مضامین میں آردو ادب کے مختلف پہلوؤں سے بحث کی ہے ـ عام طور پر اس رسالہ کے مضامین کو پڑھکر اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ کالج کی طالبات کا ادب ابھی ابتدائی مدارج طے کر رہا ہے، لیکن بعض لکھنے والوں کے صحیح ذوق کا بھی پتہ چلتا ہے ـ اگر یہہ ادبی تحریک بڑھتی رہی تو کوئی وجہ نہیں کہ میگزین کا ادبی معیار روز بروز بلند نہ ہوتا جائے ـ بڑی ضرورت صحیح اور گہرے مطالعہ کی ہے اور جن بہنوں کو لکھنے کا شوق ہو آنہیں یہہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ لکھنے کے لئے پڑھنا ضروری ہے ـ

مطالعہ جس قدر وسیع ہوگا ادب اتنا ہی ٹھوس ہوگا ۔ بہر حال یہہ میگزین طالبات کی جس ادبی تحریک کا نمایندہ ہے وہ ہر طرح قابل تحسین ہے ۔

ماھنامہ عالمگیر

لاھور ۔ مدیر نجمی نگینوی ۔ قیمت سالانہ ٦ روپیہ چار آنہ ۔

ھندستان کی ادبی دنیا میں "عالمگیر" اچھے رسالوں میں شمار ہوتا تھا اب تقسیم کے بعد سے، جب سب کچھہ تقسیم ہو گیا تو ادب بھی تقسیم ہو گیا ۔ ایسے بہت سے ذہن گوشت سے جدا کر دئے گئے ۔ لیکن ادبی دنیا میں کوئی ایسی تقسیم تسلیم نہیں کی جا سکتی ۔ ادب کی دنیا ایک ہے، اس لئے ہم ھندستان اور پاکستان کی ادبی تحریک کے دو ٹکڑے نہیں کر سکتے ۔ جس ادب کی پیشانی پر سیاسی پارٹیوں کے لیبل چپکا دئے جائیں وہ عالمگیر قدروں اور سچائیوں کو پیش کرنے کا فرض پوری طرح ادا نہیں کر سکتا ۔ پاکستان کے متعدد ادبی رسالوں نے ابھی قدیم روایات کو قایم رکھا ہے، لیکن جو ادیب اس راہ سے بھٹکے ہیں اور جماعتی سیاست میں الجھہ گئے ہیں اون کے اس رخ سے قطع نظر کر کے ہم خالص ادب کے معیار پر انہیں پرکھتے ہیں ۔ تقسیم سے پہلے لاھور کے رسالوں نے ادب کی خدمت میں نمایاں حصہ لیا تھا اور آج بھی آن میں سے اکثر جماعتی سیاست کے گرد و غبار سے اپنا دامن بچا کر ادب کی خدمت کر رہے ہیں ۔ "عالمگیر" نے اپنے معیار کو قایم رکھا ہے ۔

ماھنامہ ادبی دنیا

لاھور ۔ اڈیٹر صلاح الدین احمد ۔ قیمت فی پرچہ ایک روپیہ ۔ فروری سنہ ۱۹۵۰ع کی اشاعت اس ماھنامہ کے دور جدید کی پہلی اشاعت ہے جس میں دور گذشتہ کی ادبی روایات کو قایم رکھا گیا ہے ۔ جاوید و جعفری کا مضمون "تیا کے بالک پرور دگار" نظیر لدھیانوی کی بحث غزل کے ارتقا پر اور بعض دوسرے مضامین جدید ادب کا رنگ رکھتے ہیں ۔ اکثر مضامین نوجوان لکھنے والوں کے ہیں اور یہہ امید بیجا نہیں کہ اون کی سطح آیندہ اور بھی بلند ہوگی ۔ بہ لحاظ تعداد کے پنجاب اور پاکستان کا پلہ ھندستان سے بھاری ہے، لیکن عام طور ہم یہہ دیکھہ رہے ہیں کہ تحریر اور افکار کا معیار ہمارے ہمسایہ کی سرزمین پر پہلے سے کچھہ گر گیا ہے ۔ بعض اشاعتیں ادب کی سنجیدگی سے دور جا رہی ہیں ۔ اس رجحان کو روکنا سنجیدہ رسایل کا کام ہے ۔

حسب ذیل کتابیں وصول ہوئی ہیں

تاریخ اولیا ۔ مرتبہ خواجہ حسن نظامی صاحب ۔ ملنے کا پتہ ۔ دفتر حلقہ مشایخ دہلی ۔ قیمت ۳ روپیہ ۔

ھندو مذھب کی معلومات ۔ از خواجہ حسن نظامی صاحب ۔ ملنے کا پتہ حلقہ مشایخ بک ڈپو ۔ دہلی ۔ قیمت آٹھہ آنہ ۔

کرشن کنھیا ۔ نوشتہ خواجہ حسن نظامی صاحب ۔ ملنے کا پتہ دفتر اخبار منادی ۔ دہلی ۔ قیمت ایک روپیہ دس آنے ۔

تاریخ رسول ۔ مرتبہ خواجہ حسن نظامی صاحب ۔ ملنے کا پتہ ۔ دفتر منادی ۔ دہلی ۔ قیمت دو روپیہ ۔

مادر ھمدرد ۔ یورپ امریکہ اور روس کے کلچر پر ایشیا اور اسلام کے کلچر کی فوقیت ۔ از خواجہ حسن نظامی صاحب ۔ ملنے کا پتہ ۔ امیر خسرو عربی آردو لایبریری ۔ دہلی ۔ قیمت ایک روپیہ ۔

نواب جمیل الشان ۔ ایک ناول ۔ مصنفہ عبدالروف عباسی صاحب ۔ دفتر اخبار حق ۔ لکھنو ۔ قیمت دو روپیہ ۔

اسلام اور جانوروں پر رحم ۔ (انگریزی) از علامہ محمد القادر حسین ۔ جامعہ ازہر ۔ ملنے کا پتہ گرانڈ مسلم مشن ۔ محبوب منزل ۔ مسافر خانہ روڈ، فورٹ ۔ بمبئی ۔

اجمیر کے مقدس ولی ۔ (انگریزی) از محمد علی الحاج سالمن ۔ گرانڈ مسلم مشن ۔ محبوب منزل ۔ مسافر خانہ روڈ ۔ فورٹ، بمبئی ۔

(ع ۔ ز)

بہ اہتمام سید اعجاز علی (علیگ) منیجر مسلم یونیورسٹی پریس علیگڈہ میں چھپا اور قاضی عبدالغفار صاحب پبلشر نے صدر دفتر انجمن ترقی آردو علیگڈہ سے شائع کیا ۔